ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

اعجاز احمد میر
ایم فل اسکالر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد
سید عاقب حسین شاہ
ایم فل اسکالر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد
ریاض شفیع
ایم فل اسکالر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد

حلقہء ارباب ذوق اور ترقی پسند تحریک کے نقطہ ہائے تصادم

Ajaz Ahmad Mir*
M.phil Scholar Urdu Jama Azad Jamu Kashmir Muzaffarabad
Syed Aqib Hussain Shah
M.phil Scholar Urdu Jama Azad Jamu Kashmir Muzaffarabad
Riaz Shafi
M.phil Scholar Urdu Jama Azad Jamu Kashmir Muzaffarabad
***Corresponding Author:**

Point of Conflict between Halqa-e-Arbab-e- Zauq and the Progressive Writers Movement

In 20th, century, two major movements influenced Urdu literature The progressive movement and Halqa-e- Arbab-e-Zauq. Both movements significantly shaped modern Urdu literacy discourse,yet they diverged sharply in their understanding of literature purpose, from and social responsibility during 1930 to 1940. The Article demonstrates that the dialectical engagement between those two movements contributed to the pluralistic evolution of modern Urdu literacy modernism.

Key Words: *Conflict' Influenced' Discourse' Diverged' Significantly' Progressive Movement' Contributed' Evolution' Demonstrate' Modernism.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

بیسوی صدی کی چوتھی دہائی نہ صرف بر صغیر بلکہ اردو ادب کے لیے بھی انقلابی اور فکری، رویوں کے اعتبار سے انفرادیت کی حامل ہے۔ اردو زبان و ادب کے لیے یہ دور خاص برکت کا باعث بنا۔ مختلف تحریکات کے حوالے سے بھی یہ دور اختصاص کا حامل ہے۔ کلاسیکیت کے مقابلے میں رومانویت اور پھر ترقی پسندی تحریک کے ساتھ ساتھ حلقہ ارباب ذوق جیسی تحریکیں ادب اردو کو تغیر آشنا کرنے میں پیش پیش رہیں۔ بر صغیر میں ۱۹۳۶ء میں ترقی پسند اس شدومد کے ساتھ ابھری کہ ملک میں اس کے رد عمل میں کچھ اور تحریکیں بھی چل نکلیں جن میں تحلیل نفسی، ماورا، واقعیت، تاثریت، اظہاریت اور مستقبلیت کے عکس قبول کرنے کی کوشش ہوئی۔

ڈاکٹر سید عبد اللہ اس دور کے رجحانات کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> "۱۹۳۵ کے بعد کے سارے نئے ادب میں تین چار رجحانات بڑی شدت سے کام کر رہے ہیں۔ اول جدت کی تلاش، دوم ادیبوں کی خود شعوری، سوم تلخی اور جھنجلاہٹ، چہارم سہل نگاری اور تن آسانی۔ [۱]

حلقہ ارباب ذوق اس دور کی نمائندہ تحریک بن کر سامنے آیا۔ جس نے رومانوی تحریک کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے انسان کے اندر کی پر اسرار آواز پر بھی کان لگائے اور سماجی جمود کے بجائے ادبی جمود کو توڑنے کی کوشش کی۔ اس حلقے میں کئی قسم کے لوگ شامل تھے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ رقم طراز ہیں:

> "حلقہ کے باقی مقاصد کچھ بھی ہوں یہ یقینی ہے کہ حلقے میں سب ادیب ہم خیال نہ تھے۔ اس کے علاوہ ترقی پسند مصنفین کے برعکس حلقہ آزادی کے کچھ زیادہ ہی قائل معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے اثر پذیر لوگوں میں ہر قسم کے لوگ ہیں۔ خالص داخلیت پسند، خارجی حقائق سے واسطہ رکھنے والے رمز نگار، جنس نگار، غرض آزاد تجربوں میں اعتقاد رکھنے والے ہر قسم کا ادیب شریک نظر آتا ہے" [۲]

جب ہم دونوں تحریکوں کے مقاصد اور رجحانات پر گہری نظر ڈالتے ہیں۔ تو دونوں کے فکر اور نقطہ نظر میں واضح اختلاف نظر آتا ہے۔ ترقی پسند تحریک مجموعی طور پر خارجی اور مادی رجحانات کی نمائندہ ہے جبکہ حلقہ ارباب ذوق داخلیت اور رومانیت کی علمبردار بن کر سامنے آتی ہے۔ دونوں کے طریق ہائے ابلاغ میں بھی واضح فرق نظر آتا ہے۔ ترقی پسند تحریک کے مصنفین زیادہ تر افسانہ، شاعری اور تنقید کے ذریعے اپنے نظریات کو عوام الناس تک پہنچاتے نظر آتے ہیں۔ اور حلقہ ارباب

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

ذوق کے لوگوں نے اسالیب بیان میں تنوع پیدا کیا۔ دیگر اصناف کے علاوہ نظم خصوصاً آزاد نظم سے دلچسپی لی۔

جہاں تک روایت شکنی کا تعلق ہے حلقے کے ادیب اس معاملے میں اشتراکی ادیبوں سے کسی طرح کم نہیں۔ حلقے کے ادیبوں نے زمینی قدروں کا بھی خاصا پرچار کیا۔ اور مذہبی اقدار کے بھی یہ چنداں قائل نہیں۔ البتہ تقسیم کے بعد کچھ لوگ مذہب کی مجلسی قدروں کے حق میں کہنے لگے۔

چونکہ یہ دونوں تحریکیں ایک ہی زمانے کی پیداوار ہیں۔ اس لیے اپنے زمانے کے سیاسی وسماجی حالات سے دونوں نے اثر لیا۔ اور اپنے سے قبل کی تحریکوں سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ یہ دونوں تحریکیں معنوی طور پر رومانیت ہی کے بطن سے پھوٹیں۔

ڈاکٹر انور سدید دونوں تحریکوں کے جہتوں کا فرق کس حسن وخوبی سے واضح کرتے ہیں۔

"حقیقت نگاری سے امتزاج کی بنا پر ترقی پسند تحریک نے افقی جہت اختیار کی اور اجتماعی عمل کو مادی سطح پر بروئے کار لانے کی کوشش کی۔ حلقہ ارباب ذوق نے عمومی جہت اختیار کی۔ اور اس لیے اجتماع میں گم ہو جانے کے بجائے ابن آدم کو اپنی شخصیت کے عرفان کی طرف متوجہ کیا۔ ایک تحریک کا عمل بلاواسطہ خارجی اور ہنگامی تھا اور دوسری کا عمل بالواسطہ داخلی اور آہستہ رو"(۳)

"چونکہ دونوں تحریکوں کا ذہنی رخ مختلف تھا اس لیے عملی زندگی میں اختلاف ناگزیر تھا۔ جس کے نتیجے میں اسالیب حیات بھی مختلف ہو گئے، چنانچہ ترقی پسند تحریک نے مادی وسائل پر فتح حاصل کرنے کی سعی کی جبکہ حلقہ ارباب ذوق نے مادیت سے گریز اختیار کر کے رومانیت اور داخلیت کو فروغ دیا۔(۴)

ترقی پسند تحریک نے ہنگامی موضوعات کو ادب کا پیش خیمہ بناتے ہوئے سماجی شعور پر زور دیا جس کے نتیجے میں داخلیت اور انفرادی جذبے کو سرے سے ناپید کر دیا۔ اور ادب سے میکانکی افادیت کا تقاضا کیا مواد کو ہیت پر اور نفس مضمون کو اسلوب پر ترجیح دی۔ جمالیاتی پہلو کے برعکس بیانات کی صداقت پر اصرار کیا اور ادب کو یکسر سیاسی پروپگینڈا بنا دیا نہ صرف انسانی قدروں پر مذہبی قدرواس کا رشتہ قائم رہا بلکہ انتہاپسندی کے جوش میں ماضی سے رشتہ منقطع کرنے کا رجحان نمایاں ہو گیا اس کے مقابلے میں حلقہ ارباب ذوق نے شعور کے بجائے تحت الشعور اور لاشعور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28

پر زور دیا۔ معنویت اور مواد پر ہیت اور اسلوب کو ترجیح دی داخلیت پسندی اور دروں بینی ان کا طریق امتیاز ٹھہرا۔
بقول ڈاکٹر سید عبد اللہ:

"اس حلقے کی دو خصوصیات نمایاں ہیں داخلیت پسندی اور سیاسی عقیدوں کے معاملے میں آزادی وغیر جانبداری"(۵)

شروع میں حلقہ کی تحریک اپنا کوئی خاص رنگ نہیں رکھتی تھی البتہ میراجی کی شمولیت کے بعد اس کے اندر نمایاں تبدیلی آتی میراجی مشرق اور مغرب دونوں کے ادب پر گہری نظر رکھنے والے تھے تجربہ اور مطالعہ بھی وافر مقدار میں ہونے کی وجہ سے وہ اس تحریک پر چھا گئے اور یوں یہ تحریک جدیدیت کی طرف نہایت تیزی سے گامزن ہو گئی اور اس طرح ترقی پسند تحریک کی مقصدیت کے خلاف ایک محاذ قائم ہو گیا اور خالص ادب کے فروغ کے لیے فن کے داخلی حسن کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی۔

ترقی پسند تحریک کے نزدیک چونکہ ادب ایک وسیلہ ابلاغ تھا مقصد نہیں تھا اس لیے انہوں نے اس کے ظاہری اسلوب پر زیادہ توجہ نہیں کی اور اپنے مقصد کے دھن میں حقیقت نگاری کا دامن تھامے رواں دواں چلتے رہے لیکن حلقہ ارباب ذوق کے نزدیک ادب ایک قائم بالذات چیز تھی اور ان کا نقطہ نظر یہ نہ تھا کہ ادب کا زندگی سے مضبوط رشتہ ہے مگر ایسا نہیں کہ یہ ادب جمالیاتی اقدار کو بروئے کار ہی نہ لائے اور رنگ حیات کو من وعن اجاگر کرے بلکہ ان کے نزدیک کسی مخصوص نظریے، کسی سیاسی عوامل اور کسی مقصد و منشا کے لیے فریضہ انجام دینا یہ ادب کے فرائض میں شامل ہیں۔

چونکہ حلقہ ارباب ذوق ترقی پسند تحریک کی مقصدیت کے خلاف ایک رد عمل تھا اس لیے اس نے نہ صرف اسلوب کے اعتبار سے یکسانیت کے مقابلے میں تنوع پیدا کرنے کی کوشش کی بلکہ زندگی کے داخلی حسن کو اہمیت دی اور کسی موضوع پر اظہار کی قدغن نہیں لگائی چنانچہ اس حلقے نے ان تمام موضوعات کو لیا جن سے ترقی پسند تحریک گریزاں تھی اگرچہ یہ تنوع مغربی ادب کے زیر اثر ہوا لیکن اس سے اردو ادب میں تنوع کے ساتھ ساتھ توانائی اور رعنائی آگئی تحریک تاثریت، علامت نگاری، وجودیت، سرئیلزم وغیرہ کو انہی ارباب حلقہ نے اردو ادب سے متعارف کرایا اور متعدد ایسی تخلیقات پیش کیں جن سے ان کے تحریکوں کے آثار اردو ادب کا ذخیرہ بن گئے۔ یوسف ظفر، قیوم نظر، مختار صدیقی، مجید امجد، انجم رومانی، اور ضیا جالندھری وغیرہ اتنی جاندار تخلیقات پیش کیں کہ زندگی کا کوئی زاویہ ان کے تخلیق لمس سے محروم نہ رہا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

ترقی پسند تحریک کے ہاں ماضی سے اعراض کا رجحان تھا لیکن حلقہ ارباب ذوق نے ماضی سے دوبارہ رشتہ استوار کیا اور ماضی کے حزینوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

"یہ تحریک قدیم رسوم، روایات اور اساطیر کے حوالے سے پا یہ گل نظر آتی ہے"(۶)

یہی وجہ ہے کہ حلقہ ارباب ذوق کے نمائندہ شاعر میرا جی نے برصغیر کے ہزاروں برس پر پھیلی ہوئی تہذیب کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور ایسے لگتا ہے کہ سارے کا سارا ماضی دوبارہ زندہ ہو کر آ گیا۔ اس کے لیے میرا جی نے کتنے جتن کیے ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں :

"ماضی کی اس فضا میں شریک ہونے کے لیے میرا جی نے اپنا حلیہ تبدیل کیا۔ سر پر چٹائیں، گلے میں مالا ہاتھوں میں تین گولے (جو ترشول کی ماڈرن صورت تھی) اور گھر کے بندھنوں سے بے نیازی۔"(۷)

حلقہ ارباب ذوق کے اس شاعر نے پہلی مرتبہ اردو نظم کو (ترقی پسند تحریک کے برعکس) داخلی کیفیات کے اظہار کے لیے مختص کر لیا اور اپنی ذات کی تنہائیوں میں یکسر ڈوب گیا چنانچہ نہ صرف نظم میں فرد کی ذات پوری شدت اور توانائی کے ساتھ منعکس ہونے لگی بلکہ اس کا نسلی ورثہ بھی ابھر آیا۔ اس نسلی ورثہ کے اظہار کے لیے اور اپنی ذات کی تہہ در تہہ کیفیات کی عکاسی کی خاطر میرا جی نے علامتوں کی شاعری کی اور اردو نظم میں علامت پسندی کی نئی روایت کو قائم کیا۔ یہ علامت پسندی کا رجحان اردو کی سیاسی، ملی اور قومی شاعری سے انحراف کے طور پر وجود میں آیا جس کی نمائندگی ترقی پسند تحریک کر رہی تھی۔ اس کے قبل علی گڑھ تحریک کے ہاں بھی یہی رجحان قوی تھا۔ ڈاکٹر وزیر آغا اس پس منظر کی وضاحت فرماتے ہیں :

"میرا جی سے قبل تین چوتھائی صدی کی شاعری، حرکت عمل اور اجتماعی تحریکات کی شاعری تھی۔ اور اگرچہ ہندوستانی مزاج کی داخلیت پسندی نے ذات کی خوشبوں کو بھی ایک حد تک برقرار رکھا تاہم بحیثیت مجموعی ۱۸۵۷ کے بعد کی اردو شاعری (یہاں مراد آزاد نظم ہے) ہر انبوہ کے اثرات مرتسم رہے۔ اور اس شاعری نے اجتماعی تحریکات سے خود کو وابستہ رکھا"(۸)

اس علامت پسندی کا فائدہ یہ ہوا کہ لفظ اور خیال کے مفہوم میں گہرائی پیدا ہو گئی۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

"اس تحریک نے معنی کی معلوم حدود کو توڑ کر اس کے اندر چھپی ہوئی توانائی کو ظاہر کیا۔ اور ادبی انجماد کو دور کرنے کی سعی کی۔"(۹)

اصنافِ سخن میں حلقۂ اربابِ ذوق کی تحریک نے نئی نظم کو نمایاں فروغ عطا کیا۔ اگرچہ جدید نظم کی ابتدائی صورتیں پہلے بھی موجود تھیں، تاہم حقیقت نگاری اور اسلوبیاتی شعور کے اعتبار سے یہ اپنے عہد کے تقاضوں کی بھرپور ترجمان بن کر سامنے آئی۔ اس رجحان نے شاعری کو ذاتی تجربات اور داخلی کیفیات سے جوڑتے ہوئے زندگی کے روزمرہ مسائل کو براہِ راست اظہار کا حصہ بنایا اور یوں نظم کو ایک نئے فکری اور فنی شعور سے آشنا کیا۔ اس تحریک کے زیرِ اثر تخلیقی سطح پر بھی نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات کی کشمکش نظم کے موضوعات میں در آئی اور شاعر نے اپنے عہد کی حقیقتوں کو زیادہ جرات اور سچائی کے ساتھ پیش کرنا شروع کیا۔ اس دور کی اردو نظم کسی خاص عنوان کے تحت شاعر کے جذبات، احساسات اور افکار کو نسبتاً سادہ مگر با معنی انداز میں بیان کرتی تھی، جس میں پیچیدگی کے بجائے داخلی صداقت اور فکری گہرائی کو اہمیت دی جاتی تھی۔

حلقۂ اربابِ ذوق نے اردو شاعری، خصوصاً نظم، کو ایک نئی سمت عطا کی۔ اس نے روایت سے شعوری رشتہ برقرار رکھتے ہوئے مغربی شعری اثرات سے بھی استفادہ کیا اور اظہار کے نئے اسالیب متعارف کرائے۔ پابند نظم کے ساتھ ساتھ آزاد نظم کو بھی تقویت ملی اور نوجوان شعرا کی ایک بڑی تعداد اس رجحان سے وابستہ ہوئی۔ بلاشبہ یہ تحریک اردو ادب میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے جس نے نظم کو فکری وسعت اور فنی تنوع سے ہمکنار کیا۔۔بقول علی سردار جعفری:

"اس دور کے شعراء نے اردو شاعری کو گوناگو تجربات، متنوع احساسات اور تخلیقی ردِ عمل کی مختلف النوع جہات سے آشنا کر دیا، اس حلقہ نے چونکہ نظریاتی وابستگی کو شاعری کی بنیادی شرط قرار نہیں دیا تھا اس لیے وہ تمام تجربات جنھیں ترقی پسند تحریک قبول کرنے سے قاصر تھی حلقہ کی تحریک نے بخوشی قبول کیے۔"(۱۰)

حلقے کے شعراء نے نہ صرف نظم کے سانچوں میں تبدیلیاں لائیں بلکہ نفس مضمون میں ترقی پسند تحریک کا ردِ عمل کیا۔ یعنی اجتماعی مسائل کو بیان کرنے کی بجائے۔ ذاتی تجربوں کو بیان کرنے کے زیادہ قائل تھے۔ حقائق اور مواد پر توجہ کے بجائے اظہار کے فنی پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی۔ اور یوں حلقہ اربابِ ذوق کی شاعری حقیقت کے تجربوں، ذاتی علامتوں اور ابہام وغیرہ کے لیے زیادہ مشہور ہو گئی۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

ترقی پسند افسانہ نگاروں کے ہاں چونکہ عموماً زندگی کے اقتصادی اور معاشی پہلوؤں پر زور دیا گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے افراد معاشرہ کے نفسیاتی تجزیے پر زور دیا۔ اس حلقے کے افسانوی ادب میں تجرید، تجسیم اور علامت نگاری کے کامیاب تجربے ہوئے۔ جس طرح شاعری میں داخلیت پسندی کا رجحان کو فروغ حاصل ہوا اس طرح افسانہ نگاری میں بھی وہی لہر رچی بسی نظر آتی ہے۔

ترقی پسند نقادوں کے ہاں تنقید کا رجحان یہ تھا کہ وہ کسی فن پارے کو پرکھتے اس کی مقصدیت اور افادیت کو مدنظر رکھتے تھے ادب کے فنی اور جمالیاتی عوامل کو یکسر نظر انداز کر دیتے تھے۔ لیکن ارباب حلقہ میں ادب میں حسن کی دائمی قدروں کو واضح کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ تنقید کا یہی زاویہ نظر اس تحریک کا نمایاں نشان بن گیا۔

حلقہ ارباب ذوق نے مشرقی اور مغربی فکر کے دونوں دھارے موجود تھے۔ میراجی مغربی فکر کے نمائندہ اور صلاح الدین مشرقی اسالیب کے دلدادہ تھے۔ ریاض احمد نے ہیئت جمال اور ذوق جمال جیسے مسائل کو عالمانہ انداز میں سلجھانے کی کوشش کی اور ترقی پسند نقطہ نظر کو ہدف بنائے بغیر حلقہ کے نقطہ نظر کو مثبت انداز میں ابھارا۔

حلقہ ارباب ذوق کے ہاں شروع میں تاثراتی تنقید کا رواج پڑ گیا لیکن میراجی نے تنقید نگاری میں جمالیاتی زاویہ پیدا کیا۔ علامتوں اور استعاروں کے نئے معنی پیدا کیے۔

اس دور میں "حلقہ" نے اپنی نظریاتی اساس اور اس قدر مضبوط کر لی تھی اور اس تحریک کا اثر اور نفوذ اتنا واضح ہو چکا تھا کہ ترقی پسند تحریک اسے اپنا حریف سمجھنے لگی تھی اور مخالفانہ رویہ کا اظہار برملا ہونے لگا۔ علی سردار جعفری اس دور کے ادب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اس زمانے میں ایک اور گروہ نے سر اٹھایا یہ حقیقت پرست، ابہام پرست اور جنس پرست ادیب تھے۔ جن کے مشہور نمائندہ میراجی، یوسف ظفر، ممتاز مفتی اور مختیار صدیقی وغیرہ تھے۔۔۔۔۔ ان کی رومانیت مجہول اور گندی تھی۔۔۔۔۔ ان کی انا کسی قسم کی سماجی ذمہ داری کو برداشت نہیں کرتا تھا جس کا لازمی نتیجہ ابہام، قنوطیت اور فرار تھا"(۱۱)

> ترقی پسند ادب چونکہ روسی ادب کے زیر اثر مقصدیت مغلوب تھا جس کے نتیجے میں وسیع ترین انسانی ہمدردی مساوات اعلیٰ اخلاقی قدریں اور نوع انسانی کی فلاح نئے ادب کے موضوعات قرار پائے۔(۱۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

اور فن برائے مقصد نعرہ بلند ہوا جس کے رد عمل میں محمد حسن عسکری نے "فن برائے فن" برملا حمایت کی اور ترقی پسند تنقید اور ادب کی کھلی مخالفت کی۔ عسکری نے یہ باور کرایا کہ فن نہ صرف حقیقت کو ہی پیش کرتا ہے بلکہ آزادانہ عمل سے حقیقت کو تلاش بھی کرتا ہے۔[۱۳]

عسکری کا مخالفانہ رویہ ان کی اپنی تحریر سے زیادہ واضح ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں:

> "ابھی تک ان کا اندازہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی کے اس ایک فقرے میں "قوم کی تعمیر" میں جو مختلف جماعتوں سے مختلف معنوں میں سننے میں آتا ہے۔ ادب اور کلچر کے لیے کیا دھمکی پوشیدہ ہے۔ اجتماعیت خواہ فسطائیوں کی ہو یا اشتراکیوں کی یا پاکستانیوں کی ہو میں سب کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔"[۱۴]

انجمن ترقی پسند مصنفین کی سیاسی پابندی نے بھی حلقے کو براراست متاثر کیا چنانچہ اس تعزیر کے نہ صرف ترقی پسند تحریک کا شیرازہ بکھر گیا بلکہ حلقہ ارباب ذوق کا ایک مضبوط حریف بھی منظر سے غائب ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ بیشتر وہ مباحث جنہیں احتشام حسین، مجنوں گور کھپوری اور ممتاز حسین ترقی پسند نقطہ نظر سے مولانا صلاح الدین، ریاض احمد اور مظفر علی سید "حلقے" کے نقطہ نظر سے روشنی عطا کرتے تھے، محروم توجہ ہوئے اور نظریاتی تنقید کے برعکس عملی تنقید کا دور دورہ شروع ہو گیا۔

بہر حال حلقہ ارباب ذوق نے اپنے عہد کی مضبوط ترقی پسند تحریک کے خلاف نظریاتی محاربے کی شدید فضا پیدا کر دی جس کے نتیجے میں اس کے بہت زیادہ حامی بن گئے اور ترقی پسند ادباء کا اثر و نفوذ کم ہوتا چلا گیا ترقی پسند تحریک چونکہ ادبی ہونے کے باوجود سیاسی سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ اس کے ادب پر سیاست کا غلبہ تھا اور بقول حامد اللہ افسر:

> "اکثر ترقی پسند نوجوانوں نے ادب کو سراسر کمیونسٹ حضرات بھڑکنے لگے اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ترقی پسند ادیب محض اشتراکی اصولوں کی تبلیغ کے لیے رونما ہوا ہے"[۱۵]

انہی وجوہات کی بنا پر حکومت نے یہ سمجھ کر کہ ادب کے پردے میں سیاست کا کھیل کھیلا جا رہا ہے اس تحریک پر قانونی پابندی لگا دی اور یوں اس تحریک کا چراغ بزم ہستی سے گل ہو گیا۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

"لیکن حلقہ ارباب ذوق چونکہ خالص ادبی اور غیر سیاسی تحریک تھی اس لیے اسے نہ کسی ہنگامے سے سروکار، نہ نعرہ بازی کا ذوق، نا سیاست میں دخل اندازی، اس لیے شدید مخالفت کے باوجود یہ تحریک آج بھی زندہ ہے اور اب تک اپنے منشور پر قائم ہے اور اتنی لچکدار ہے کہ اس میں مختلف نظریات مناسب قطع و برید کے بعد با آسانی سما جاتے ہیں۔ درمیان میں اس تحریک کو "دھڑی بندی" کے حادثے کا شکار ہونا پڑا جس کی وجہ سے اس کی رفتار کو نقصان پہنچا لیکن سہولت کے آثار کے باوجود "ایک مضبوط پلیٹ فارم کی موجودگی نے اس کی عملی زندگی کو قائم رکھا ہوا ہے"[۱۶]

الغرض یہ ہیں وہ نقطہ ہائے تصادم جو اپنے عہد کی دو مضبوط تحریروں کے درمیان متصادم نظر آتے ہیں لیکن اس تصادم سے بالواسطہ اور بلاواسطہ بھی اردو ادب کو بہت فائدہ ہوا اس لیے کہ ترقی پسند تحریک نے جو مارکسی، مادی اور سائنسی سوچ عطا کی اس میں توازن اور اعتدال پیدا نہ ہو سکتا اگر حلقہ ارباب ذوق ردعمل کے طور پر وجود میں نہ آتا اس کا وجود میں آنا فطرتاً ناگزیر تھا۔ ورنہ زندگی کی جمالیاتی قدروں سے آج ہمارا ادب محروم ہوتا۔

حوالہ جات

۱) سید عبداللہ۔ ڈاکٹر مباحث، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول ۱۹۶۵، ص ۳۰۵

۲) سید عبداللہ۔ ڈاکٹر۔ اردو ادب (۱۸۵۷ تا ۱۹۶۶)، لاہور: طبع اول ۱۹۶۷، ص ۱۸۷، ۱۸۸

۳) انور سدید۔ ڈاکٹر۔ اردو ادب کی تحریکیں، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۸۵، ص ۵۵۴، ۵۵۵

۴) انور سدید۔ ڈاکٹر۔: اردو ادب کی تحریکیں، ص ۵۵۵

۵) سید عبداللہ۔ ڈاکٹر۔: اردو ادب (۱۸۵۷ تا ۱۹۶۶): ص ۱۸۸

۶) انور سدید۔ ڈاکٹر۔ اردو ادب کی تحریکیں، ص ۵۶۷

۷) وزیر آغا۔ ڈاکٹر۔ تنقید اور مجلسی تنقید، لاہور: آئینہ ادب، طبع دوم ۱۹۸۱، ص ۶۶

۸) وزیر آغا۔ ڈاکٹر۔ تنقید اور احتساب، لاہور: جدید ناشرین، طبع اول ۱۹۶۸، ص ۱۲۸، ۱۲۹

۹) انور سدید۔ ڈاکٹر۔ اردو ادب کی تحریکیں، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۸۵، ص ۵۹۶

۱۰) علی سردار جعفری: ترقی پسند ادب، ص ۱۶۷ بحوالہ اردو ادب کی تحریکیں ص ۵۷۰

۱۱) ایضاً، ص ۵۷۰

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-28

۱۲) حامد اللہ افسر: تنقیدی اصول اور نظریے، لکھنو: انوار بک ڈپو، ۱۹۵۴، ص۱۹۸،۱۹۹

۱۳) انور سدید۔ڈاکٹر۔اردو ادب کی تحریکیں، ص۶۱۰

۱۴) حسن عسکری۔ جھلکیاں (حصّہ اول)(مرتبہ) سہیل عمر لغمانہ عمر، لاہور: مکتبہ روایت، ۱۹۸۷، ص۴

۱۵) امداللہ افسر۔ تنقیدی اصول اور نظریے، ص۶۱۷

۱۶) انور سدید۔ڈاکٹر۔اردو ادب کی تحریکیں، ص۶۱۷